آئی او ایس خبرنامہ
WWW.iosworld.org/khabarnama.php
جلد: ۱۸ شمارہ: ۱،۲ جنوری تا جون ۲۰۱۹ء/ ربیع الثانی تا رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ قیمت: ۱۰ / روپے

تعلیم اور صحت کے میدانوں میں کام کرنے کی سخت ضرورت ہے: مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رفاعی

مولانا شاہ قادری سید محمد مصطفیٰ رفاعی جیلانی ندوی (ولادت: ۱۲/ اگست ۱۹۴۷) ملک کے معروف عالم دین، مرشد روحانی اور ملی رہنما ہیں۔ مدرسہ باقیات الصالحات ویلور اور دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے تعلیم حاصل کی۔ موجودہ عہد کے متعدد عظیم علماء و مشایخ سے استفادہ کیا اور تقریباً تین درجن کتابیں تصنیف کیں۔ ایک طرف وہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، ندوۃ العلماء اور انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے مؤقر رکن اور آل انڈیا ملی کونسل کے معاون جنرل سکریٹری کی حیثیت سے گراں قدر ملی خدمات انجام دے رہے ہیں، تو دوسری طرف اصلاح وارشاد کے میدان میں اپنے اجداد و مشایخ کی جانشینی کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ گذشتہ دنوں دہلی تشریف لائے تو آئی او ایس خبرنامے کے مدیر شاہ اجمل فاروق ندوی نے ان سے گفتگو کی۔ یہ گفتگو ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

سوال: آج امت مسلمہ کو متعدد مذہبی، تعلیمی، معاشرتی، اقتصادی اور سیاسی مسائل درپیش ہیں۔ آپ کی نظر میں امت کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟

جواب: میرے خیال میں امت کا سب سے بڑا مسئلہ تعلیم میں دین و دنیا کی تقسیم ہے۔ قرآن کریم کا نزول حصول تعلیم کی تاکید سے شروع ہوا۔ اس آیت میں دین و دنیا کی کوئی تقسیم نہیں کی گئی ہے۔ صرف تعلیم حاصل کرنے کا حکم ہے۔ اس میں ہر وہ تعلیم داخل ہے، جو انسانیت کے لیے نفع بخش ہو۔ لیکن بدقسمتی سے ہم لوگوں نے علم کو خانوں میں بانٹ دیا ہے۔ جب تک یہ دوئی ختم نہیں ہوگی، امت کی ترقی ممکن نہیں ہے۔ کیوں کہ تعلیم کے بغیر ترقی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہمارے پاس بڑی تعداد میں عصری ادارے ہوں۔ دینی تعلیم تو بہ قدر ضرورت فرض ہے ہی۔ اس کے لیے مدارس و مکاتب کی موجودگی ہر حال میں لازم ہے۔ لیکن سچر کمیٹی رپورٹ کے مطابق ۹۸ فی صد مسلم بچے عصری اداروں سے وابستہ ہیں۔ لہٰذا اب ہمیں کم از کم 2+ تک ایسے اداروں کی شدید ضرورت ہے، جن میں اسلامی ماحول بھی ہو اور اسلامیات کو لازمی مضمون کی حیثیت سے پڑھایا بھی جائے۔

سوال: مولانا! موجودہ مسلم معاشرے کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب: مسلم معاشرے میں جو خوبیاں ہیں، وہ تو سبھی کے سامنے ہیں۔ میں ایک دو ایسی چیزوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں، جن کی طرف عام طور پر نظر نہیں جاتی۔ اس وقت ہمیں مسلم سماج کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔ ملک کے موجودہ حالات میں جذباتیت سے کام نہیں چلے گا۔ ہشیاری اور دانش مندی لازمی ہے۔ خاص کر شہروں کا مسلم معاشرہ سخت توجہ کا محتاج ہے۔ صفائی ستھرائی کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے لوگوں کی صحت بہت متأثر ہو رہی ہے۔ صحت کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔ انسان محتاج بن کر رہ جاتا ہے۔ اس لیے علماء اور دانش وران کو تعلیم اور صحت کے مسائل پر زیادہ توجہ دینی چاہیے۔

مولانا شاہ قادری سید محمد مصطفیٰ رفاعی ندوی سے گفتگو کرتے ہوئے مدیر خبرنامہ شاہ اجمل فاروق ندوی

سوال: آل انڈیا ملی کونسل کے معاون جنرل سکریٹری کی حیثیت سے آپ جنوبی ہند میں کونسل کا مستقبل کیسا دیکھتے ہیں؟

جواب: ملی کونسل کا تعارف ہمارے یہاں اچھا ہے۔ یہ تعارف برائے تعارف نہیں ہے، بل کہ کونسل کی خدمات کی وجہ سے ہے۔ الحمدللہ افراد بھی مخلص ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کونسل کے دستور میں کوئی منفی چیز نہیں ہے، سب کچھ مثبت ہے۔ اس لیے کسی طبقے کے ناراض ہونے یا دور ہونے کا معاملہ پیدا نہیں ہوتا۔ حال کو دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مستقبل بھی ان شاء اللہ روشن ہوگا۔

سوال: مولانا! ماشاء اللہ آپ مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کے خلیفہ مجاز بھی ہیں۔ اس حیثیت سے آپ کیا محسوس کرتے ہیں کہ فکر بوالحسن موجودہ دور میں ہماری رہ نمائی کرسکتی ہے یا نہیں؟

(باقی صفحہ 3 پر)

اداریہ

ہندستانیت کا تحفظ

دنیا بھر میں ہندستان کی پہچان اس کی ہزاروں سال پرانی تہذیب وثقافت سے ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ پتھروں کے دور سے لے کر جدید دور تک، ہندستان ہمیشہ بھائی چارے، ہمدردی، مساوات اور آپسی میل جول کے معاملے میں ممتاز رہا ہے۔ نہ جانے یہاں کیسی کیسی قومیں اور تہذیبیں آئیں اور اسی سرزمین کی ہو کر رہ گئیں۔ سب کو یہ ملک اپنے بے شمار قدرتی وسائل وذخائر اور یہاں کے باشندوں کے مزاج کی وجہ سے اتنا پسند آیا کہ سب نے اسے اپنا وطن بنالیا۔ اس معاملے میں مسلم فاتحین بہت ممتاز رہے۔ وہ یہاں آئے تو مستفید ہونے سے زیادہ اس ملک کو مستفید کیا۔ ہر لحاظ سے ملک کو ترقی دی اور یہاں کے باشندوں کو فائدہ پہنچایا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ یہ ملک کل بھی ملی جلی تہذیب کا علمبردار تھا اور آج بھی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بعض طبقات کی طرف سے وقتاً فوقتاً ہندستان کی اس قدیم شناخت کو ختم کرنے کی ناپسندیدہ کوششیں ہوتی رہتی ہیں۔

ہندستان کی اس انفرادیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ملک کے موجودہ حالات میں کرنے کا سب سے اہم کام یہ ہے کہ ایسی کسی طاقت کو کامیاب نہ ہونے دیا جائے، جو ملک کو ہزاروں سال پرانی روایات سے کاٹنے کی کوشش کر رہی ہو۔ کیوں کہ اس سے ملک کا ایسا نقصان ہوگا کہ پھر اس کی بھرپائی ممکن نہ ہوگی۔ پہچان ایک دن میں نہیں بنتی۔ اس کے لیے برس ہا برس اور صدیاں لگ جاتی ہیں۔ لیکن بعض لمحوں کی خطائیں، صدیوں کی شناخت کو مٹی میں ملا دیتی ہیں۔ اگر خدانہ خواستہ ہندستان کی یہ قدیم روایات مٹادی گئیں تو ملک اپنے قدیم تہذیبی وتمدنی ورثے سے محروم ہو جائے گا۔ ظاہر ہے یہ کوئی معمولی نقصان نہ ہوگا۔

خدا کے فضل سے ملک کی اکثریت ہوش مند ہے۔ وہ اپنے ماضی سے کٹنا نہیں چاہتی۔ وہ ظلم وتشدد اور فرقہ واریت کو پسند نہیں کرتی۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ملک کی تمام اقلیات، پس ماندہ طبقات اور انصاف پسند اکثریتی فرقے کو ساتھ لے کر ملک میں ہر سطح پر امن وامان اور ہمدردی و بھائی چارے کی فضا بنائی جائے۔ مذہب، قوم، تہذیب یا ذات برادری کے نام پر ہونے والی کسی بھی فرقہ واریت کو برداشت نہ کرنے کا ماحول بنایا جائے۔

گزشتہ دنوں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی کے زیر اہتمام ایسے کئی اہم پروگرام منعقد کیے گئے، جن کے ذریعے امن وانصاف اور مساوات وہمدردی کی فضا سازگار کرنے میں مدد ملی۔ اندرونی صفحات میں ان پروگراموں کی مختصر رپورٹیں شامل ہیں۔ امید ہے کہ انھیں توجہ سے پڑھا جائے گا اور ان سے رہنمائی حاصل کر کے ملک بھر میں اس طرح کے پروگرام منعقد کیے جائیں گے۔

اجمل فاروق

ارشاد ربّانی

اس وقت اگر تمھیں چوٹ لگی ہے تو اس سے پہلے ایسی ہی چوٹ تمھارے مخالف فریق کو بھی لگ چکی ہے۔ یہ تو زمانے کے نشیب وفراز ہیں، جنھیں ہم لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔ تم پر یہ وقت اس لیے لایا گیا کہ اللہ دیکھنا چاہتا تھا کہ تم میں سچے مومن کون ہیں۔

(آل عمران: ۱۴۰)

چیف ایڈیٹر : ڈاکٹر محمد منظور عالم
ایڈیٹر : شاہ اجمل فاروق ندوی
سرکولیشن منیجر : سید محمد ارشد کریم
کمپوزنگ و لے آؤٹ : اشرف علی ندوی

بدل اشتراک : 20 روپے سالانہ

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز
162/جوگا بائی مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی-110025
فون نمبر 26981187, 26989253 فیکس: 26981104
E-mail: ios.newdelhi@gmail.com
Website: www.iosworld.org/khabarnama.php

(صفحہ 1 کا بقیہ)

جواب: دیکھیے! حضرت کی فکر بڑی پاکیزہ تھی۔ان کی شخصیت اور فکر کے نمایاں عناصر ہمدردی، دل سوزی، غم خواری اور وسعت تھے۔ وہ مسالک ومذاہب سے بالاتر فکر کے حامل تھے۔اس لیے ان کی فکر ہمیشہ چلے گی۔لوگ ہمیشہ اس کی ضرورت محسوس کرتے رہیں گے اور اس سے استفادہ کرتے رہیں گے۔ خاص کر مولانا کی شروع کی ہوئی پیام انسانیت کی تحریک قیامت تک چلے گی۔ کیوں کہ انسانیت کو ادب واحترام، بھائی چارے اور آپسی میل جول کی ضرورت ہمیشہ رہے گی۔مولانا کی فکر کی آفاقیت کو دیکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایک ایسا نسخۂ کیمیا ہے، جس سے ہمیشہ استفادہ کیا جاتا رہے گا۔

سوال: آپ کے حضرت شیخ سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے نسبی وروحانی سلسلے کے امین ہیں۔اس وجہ سے ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا اکیسویں صدی میں تصوف مثبت کردار ادا کرسکتا ہے؟

جواب: شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ فرماتے تھے کہ تصوف کی روح اخلاص ہے۔اس کے لیے تصوف لفظ چل پڑا تو چل پڑا۔حقیقی بات یہی ہے کہ اصل چیز بندے اور خدا اور بندے بندے کا آپسی تعلق ہے۔ان دونوں تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے جو ذریعہ اختیار کیا جاتا ہے، اسی کا نام تصوف ہے۔یعنی ایک طرف اللہ کے ساتھ اخلاص اختیار کیا جائے اور نیک نیتی اور پاکیزگی قلب کو شیوہ بنایا جائے۔تو دوسری طرف حسن اخلاق کے زیور سے آراستہ ہوا جائے، یعنی بندوں کے حقوق کی ادائی کرنے کی پوری کوشش کی جائے۔اسی لیے شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے فرمایا تھا: ''گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی۔''یعنی ہر شخص کے مراتب اور تعلقات کی نزاکتوں سے واقفیت ہی اخلاق ہے۔اسی لیے کہا جاتا ہے کہ نہ کوئی جاہل، پیر ہوسکتا ہے اور نہ کوئی پیر، جاہل ہوسکتا ہے۔اس طرح اخلاص اور اخلاق سکے کے دو رخ قرار پاتے ہیں اور ان کا اہتمام کرنا تصوف کہلاتا ہے۔ اسی لیے بیعت کے لیے ایک شرط ''تلاش مرشد'' بھی رکھی گئی ہے۔آج کل اس شرط کا اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے بہت نقصان ہورہا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انسان کو پرکھنے کے لیے اس کے ساتھ سفر کرنا یا معاملات کرنا ضروری قرار دیا تھا۔

سوال: مولانا! آپسی اختلافات ختم کرنے کی بات سب کرتے ہیں، لیکن اختلافات ختم نہیں ہوتے۔ آپ اس مسئلے کو کس طرح دیکھتے ہیں؟

جواب: اگر تمام مسالک، مشارب اور مختلف اذواق کی حامل جماعتیں، تنظیمیں ایک دوسرے کو گوارا کرنے کی عادت ڈال لیں تو مسائل بڑی حد تک ختم ہوسکتے ہیں۔ حالات کا گہرائی سے تجزیہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ سب کو اس طرح ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں کیا جاسکتا کہ سب اپنے اپنے مختلف مسائل دست بردار ہوجائیں۔اس لیے کوشش اس بات کی ہونی چاہیے کہ سب لوگ بس شدت کم کردیں۔ یہ سب سے آسان طریقہ ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم سب کی اصلاح کرنے میں وقت صرف کریں۔ باہمی معاونت ومجالست رہے گی تو ہمارے مسائل بھی ختم ہوں گے اور اغیار کے سامنے بھی اچھی تصویر جائے گی۔

سوال: انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز سے کب وابستگی ہوئی؟

جواب: میں ۱۹۸۹ سے آئی او ایس سے متعارف ہوا۔ ملی کونسل کے قیام کی وجہ سے یہاں آنا جانا شروع ہوا۔اب میں اس ادارے کے مقاصد سے الف سے یا تک واقف ہوں۔ یہ ملک کا واحد ادارہ ہے، جو استقامت کے ساتھ اپنی ڈگر پر قائم ہے۔اس کے کاموں پر نظر بھی رہتی ہے۔ الحمدللہ شرح صدر ہے کہ شریعت کے احکام اور روح سے کہیں تجاوز نہیں ہورہا ہے۔اس لیے ہم بھی اس ادارے کا حصہ ہیں۔

سوال: انسٹی ٹیوٹ کے کام مختلف نوعیتوں کے ہیں۔ آپ کی نظر میں سب سے اہم کام کیا ہے؟

جواب: پابندی کے ساتھ ہونے والے لیکچرز اور مذاکرے وغیرہ سب سے اہم ہیں۔ جیسے آج کی تازہ خبر ہوتی ہے، اسی طرح یہ پروگرام امت کو اہم مسائل سے واقف کراتے رہتے ہیں۔ ان پرگراموں نے اہم موضوعات پر مطالعہ کرنے سے بے نیاز کردیا ہے۔آپ کسی بھی سال ہونے والے پروگراموں کی فہرست اٹھا لیجیے، آپ دیکھیں گے کہ ہر عنوان شان دار ہے۔میرے خیال سے یہی ایک کارنامہ سب پر بھاری ہے۔اس کے علاوہ سہ ماہی مطالعات، آپ کا یہ خبر نامہ اور دوسرے رسائل اہم ہیں۔فہرست کتب دیکھیے تو اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہاں عالمی معیار کا تحقیقی کام کتنی استقامت کے ساتھ ہورہا ہے۔

سوال: کیا آپ انسٹی ٹیوٹ کے کاموں میں کوئی نقص بھی محسوس کرتے ہیں؟

جواب: اغراض ومقاصد اور علمی وتحقیقی کاموں میں تو کوئی کمی نہیں ہے۔البتہ میرے لحاظ سے یہ بہت ضروری ہے کہ انسٹی ٹیوٹ سے وابستہ افراد تزکیۂ نفس پر توجہ دیں۔ اس سے کاموں میں بھی تیزی آئے گی۔

سوال: آئی او ایس خبرنامہ کے قارئین کے لیے کوئی پیغام؟

جواب: دو باتیں سب سے زیادہ ضروری ہیں: (۱) بچوں اور بچیوں کو ہزار غربت کے باوجود گریجویشن تک ہر حال میں تعلیم دی جائے۔ (۲) اپنی اور اپنے گھر والوں کی صحت کا سوفی صد خیال رکھیں۔

□□

آئی او ایس کے ذریعے اسلام کے علمی وفکری سرمائے کی حفاظت کا کام لائق ستائش

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) کے تأثرات

علم کی بہت اصناف ہیں۔ ان میں صنف تاریخ انسانوں کی گزری ہوئی زندگی کا تذکرہ انسانوں کی برسرعمل زندگی کے نشیب وفراز میں رہ نمائی کرنے میں بہت مدد دیتی ہے۔ ہماری اسلامی تاریخ بڑی وسیع ہے۔ اس کے مختلف مرحلوں میں متنوع تجربات سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ماضی میں جو کارگزار نمونے گزر چکے ہیں، ان کی خصوصیات اور کارکردگی سے سبق لیا جاسکتا ہے۔

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے سربراہ ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب ایک اہم کارنامہ انجام دے رہے ہیں، تاکہ ممتاز اہل تحقیق وواقفیت کے ذریعے علم وتحقیق کے اہم مصادر کے مجموعے تیار ہوجائیں۔ فی الوقت اس ادارے کے سامنے علمی وتحقیقی منصوبوں کا ایک بڑا ہدف ہے، جس میں ''اسلام کا علمی وثقافتی ورثہ'' سب سے اہم منصوبہ ہے۔ چناں چہ ان کی فکر وتوجہ سے سیرت وحدیث کی انچاس (۴۹) کتابوں پر مشتمل بنیادی مباحث اور مصنف کا ضروری تعارف مصادر سیرت کے نام سے پیش کیا گیا ہے، اس کے علاوہ بھی متعدد علمی اصناف کے مجموعے تیار ہورہے ہیں۔ ان کو اس کام کے لیے متعدد اصحاب علم وادب حاصل ہوگئے ہیں، جن میں ممتاز صاحب علم پروفیسر ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی صاحب اور ممتاز صاحب علم وادب پروفیسر ڈاکٹر محسن عثمانی پیش پیش ہیں۔ ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی اس عظیم القدر منصوبے کے ذمے دار ہیں اور پروفیسر محسن عثمانی صاحب اس سلسلے میں اپنی عظیم خدمات پیش کررہے ہیں۔ پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی کی کتاب ''مصادر سیرت نبوی ﷺ'' سیرت نگار

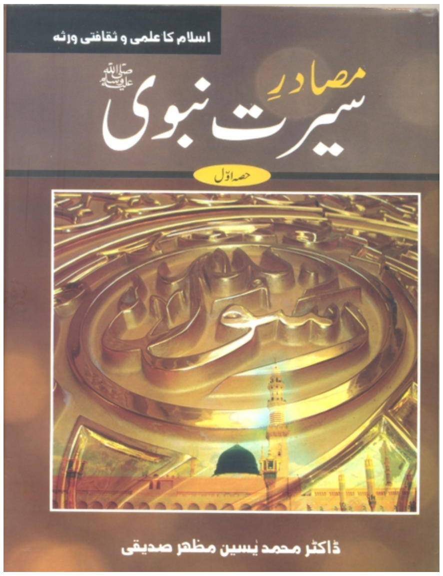

حضرات کے تذکروں اور ان کے مناہج وخصوصیات پر مشتمل ہے، اس میں ان کی محنت بڑی لائق قدر ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر محسن عثمانی صاحب کی کتاب ومشاہیر علوم اسلامیہ ومشاہیر مسلم سائنس داں ان کی علمی کاوش کا ثبوت دے رہی ہے۔

جہاں تک تذکرہ نگاری وسیرت نگاری کا تعلق ہے یہ ایک ایسا موضوع ہے، جس میں صاحب تذکرہ کے احوال کے ساتھ نگار کا تاثر بھی کسی نہ کسی حد تک شریک تاثیر ہوجاتا ہے۔ تذکرہ نگار صاحب سیرت کے احوال وصفات کو ضبط تحریر میں لانے میں اس کی اپنی طبیعت پر جو مخفی اثر ہوتا ہے۔ وہ اس سے اپنے کو کم ہی بچا سکتا ہے۔ تذکرہ نگار کو اس لیے بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے اور سیرت رسول اللہ ﷺ ایسا موضوع ہے کہ اس کو صرف معلوم ہوجانے کی حد تک محدود نہیں رکھا جاتا ہے، بل کہ اس کی اتباع اور پیروی بھی مطلوب ہوتی ہے۔ لہٰذا اس میں سیرت نگار کے اپنے تاثر کا اثر انداز ہونا ضرر رساں ہوسکتا ہے۔

اس مخصوص موضوع کے سلسلے میں دو باتیں قابل توجہ ہوتی ہیں: اول یہ کہ اس کے بیان کرنے والے حضرات صاحب سیرت کے احوال کو کمال احتیاط سے دیکھیں اور پیش کریں۔ دوسری بات یہ پیش نظر رکھیں کہ سیرت کے موضوع پر گزشتہ مدت دراز میں بے شمار اہل تحقیق وتحریر نے اپنی اپنی کاوشیں پیش کی ہیں، ان کے بیان واظہار میں قدرتی طور پر تنوع ہے اور صاحب سیرت کا جو اہم مقام ہے، اس میں جو ترتیبی اور مؤثر انسانی پہلو ہیں ان کا خیال رکھیں۔ تاکہ سیرت نبوی ﷺ کی جو اہم افادیت ہے وہ حاصل ہو۔ البتہ جو سیرت نبوی پیش کرنے والوں میں عقیدت کے دائرے سے باہر لوگ ہیں، ان کی پیش کش میں علمی بیان کے ساتھ منفی اثرات خاصے ملتے ہیں، جن میں اہل حق کے لیے ضرر کا خطرہ پایا جاتا ہے، اس پر بھی نظر رکھیں۔ مسلمانوں کے علمی عروج کے بعد متعدد سیرت

نگاروں نے اسلامیات کو موضوع بنایا، ان کی کتابیں منفی اثر سے خالی نہیں ہیں۔

متعدد مستشرقین حضرات نے بہتر علمی انداز استعمال کرکے اپنی خواہش کو بھی اس میں شامل کیا اور سیرت نبوی کو اچھے انداز سے پیش کرنے کے ساتھ واقعات میں ایسا اثر بھی ڈالا کہ حضرت محمد ﷺ نے اعلیٰ انسانی اخلاقی وانسانی سیرت کے اچھے اوصاف کے حامل ہونے کی صورت میں ایک قوی وسیاسی لیڈر کی حیثیت رکھتے تھے۔ انہوں نے اصلاً اپنی قوم کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لیے کوشش کی۔ اس طرح پڑھنے والے کے دل ودماغ سے آپ ﷺ کے مقام نبوت کے اعلی اخلاق کے پہلو کو نظر انداز کردیا اور ان کو صرف ایک قومی وطنی لیڈر کی حیثیت سے پیش کیا۔ اس طرح اس کا مطالعہ کرنے والا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہمہ جہت ربانی واعلی انسانی سیرت کے پہلو سے ہٹ جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی شخصیت کو اللہ رب العزت نے ایسی اعلیٰ انسانیت سے متصف کیا اور قیامت تک کے لیے ان کو معروف کردیا۔ انسانوں کی بڑی تعداد ان کے حالات سے واقف ہونے پر عقیدت وقدردانی کا کوئی نہ کوئی حصہ ضرور رکھتی ہے۔ آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کی تعداد بھی بہت رہی ہے۔ آپ ﷺ کو شہرت ودوام عطا کیا گیا ہے اور آپ کے سوانحی وتعارفی تذکرے بھی بہت سامنے آئے اور مستقل آرہے ہیں۔ اس طرح آپ ﷺ کے تذکرے نویسیوں کے تذکروں میں بھی آپ ﷺ کی سیرت کا اثر پڑتا ہے، جن کی طبیعت میں عناد کا اثر ہوتو ان کے بیان میں غلط اثرات پائے جاسکتے ہیں اوران تذکروں میں تذکرہ نگاروں کی اپنی فطری طبیعت کے اثر سے کچھ نہ کچھ غلط اثر مل سکتا ہے۔ جیسا کہ مستشرقین کے تذکروں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

نبی انسانوں میں سب سے اعلیٰ صفات وکردار کا

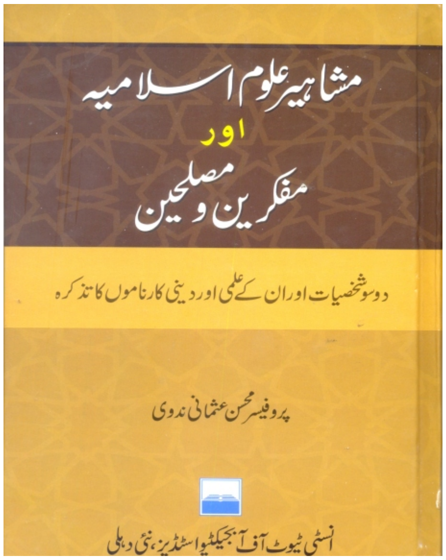

حامل ہوتا ہے اورنبیوں کا کام انسانوں کے اندر انسانی صفات کو اجاگر کرنے کا ہوتا ہے، وہ محض سیاسی سماجی یا قومی لیڈر نہیں ہوتا۔ تذکرہ نویسوں میں پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی اور پروفیسر محسن عثمانی صاحب مسلمانوں کے مختلف علمی دبستانوں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، دارالعلوم دیوبند، جامعہ ملیہ اسلامیہ اور علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی سے تعلیم حاصل کرچکے ہیں اور بہترین صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ ان کے سامنے مذکورہ بات ضرور رہی ہوگی یہ حضرات علمی سمندر سے موتی نکال کر علم وتحقیق کے میدان میں ذخیرہ علمی پیش کرتے ہیں، جو کہ لائق قدردانی عمل ہے، جس کی داد دینا ہر صاحب علم کے لیے ضروری ہے۔ اسی طرح انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز مختلف اہم شخصیت وعناوین پر سمینار اور علمی مذاکرات منعقد کرکے اہم اور مفید قابل قدر کام انجام دے رہا ہے، جو وقت کی بڑی ضرورت بھی ہے اور خاص طور جب کہ ملک کے لوگ موجودہ حالات میں اردو زبان وثقافت سے دور ہوتے جارہے ہیں اورنئی ثقافت کو اپناتے جارہے ہیں اس طرح اپنی ثقافت اوراپنے اسلامی علوم سے دور ہوتے جارہے ہیں، اس صورت حال میں اس کام کی اہمیت اور زیادہ ہوجاتی ہے۔ ہماری زبان کے سرمایے کو لوگوں کے قریب کرنے اورآسان بنانے سے ہمارے معاشرے کو مدد ملے گی۔

ڈاکٹر محمد منظور عالم صاحب جس مثبت طریقے سے علم وفکر کے اسلامی سرمایہ کی حفاظت کے لیے جو توجہ اختیار کررکھی ہے وہ بہت قابل ستائش ہے۔ انہوں نے اس مقتدر علمی ادارے (انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز) کے قیام کے وقت سے علمی واسلامی اختصاص پر متقدر کام انجام دیے اور علمی وتحقیقی موضوعات پر سمینار منعقد کرائے۔ اہل علم کی رائے لے کر مختلف اصحاب علم وفضل کو سالانہ ایوارڈ سے نوازا۔ متعدد برسوں سے ان کا یہ عمل جاری ہے اوراب یہ عظیم علمی سرمایے کو عام کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اس وسیع اور قیمتی علمی سرمایے کی تیاری میں ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی اور پروفیسر محسن عثمانی صاحب کا انتخاب برمحل ہے۔ ملک کا اہل علم وادب طبقہ ان سے واقف ہے اور اقدر کرتا ہے۔ میں بھی ان دونوں سے قریب سے واقف ہوں اور ان دونوں سے اپنائیت رہی ہے۔ میں ان کے اس کام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ ❑❑❑

ہندستان کی ثقافتی تاریخ کا آغاز ہزاروں سال پہلے سے ہوتا ہے: پروفیسر راجیش کوچھر

جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی کے شعبۂ تاریخ وثقافت کے سمینار ہال میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے زیر اہتمام ''ہندستان وایران میں آریائی قوم'' کے عنوان پر پروفیسر راجیش کوچھر (پنجاب یونی ورسٹی، چنڈی گڑھ) کا ایک معلوماتی اور اہم لیکچر منعقد ہوا۔ لیکچر کے کنوینر پروفیسر سید جمال الدین (ڈائریکٹر ریسرچ پروجیلٹس آئی او ایس) تھے۔

''ویدک قوم'' نامی کتاب کے مصنف پروفیسر راجیش کوچھر نے ''ہندستان وایران میں آریائی قوم'' کے عنوان پر لیکچر دیتے ہوئے آریائی قوم کی لسانی، ادبی، قدیم آثار اور اس کے نسلی ثبوت وشواہد کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ '' سات ہزار عیسوی ماقبل تک جو آریائی تھے۔ وہ اپنی غذائی ضرورت کی خاطر جہاں چرند وپرند کا شکار کرتے تھے، وہیں کھیتوں میں گیہوں اور جو بھی پیدا کرتے تھے۔ ان کے یہاں مویشیوں کے پالنے کا رواج بھی ملتا ہے۔ یہ لوگ جن علاقوں میں پھیلتے تھے، وہ شمالی مغربی ہندستان کا حصہ تھا، جس میں مہرگڑھ اور بلوچستان وغیرہ شامل تھے۔

پروفیسر کوچھر نے اپنے لیکچر میں امری (Amri) مقام کا بھی انکشاف کیا، جو ہڑپا تہذیب سے بہت پہلے کا ہے۔ اس کے بعد وہ لوگ عیسوی صدی ۲۰۰۶ ق م سے ۱۹۰۰ ق م تک ہڑپا، موہن جوداڑو، راکھی گڑھی اور گنداوری والے علاقوں میں آباد ہو گئے۔ یہ سب کچھ عیسوی صدی ۲۰۰۰ سے قبل تک کا زمانہ ہے۔

پروفیسر کوچھر نے بیان کیا کہ '' دراصل ہندستان کے ثقافتی تاریخ کا آغاز عیسوی صدی سے ۷۰۰۰ سال پہلے سے ہوتا ہے۔ یہ مختلف زبانوں کا دور تھا اور ان کی زبانیں آپس میں بڑی مماثلت رکھتی تھیں۔ ہندستانیوں اور ایرانیوں کے تمدن میں بڑی مشابہت تھی۔ ہڑپا کی تہذیب کا زوال ہوا تو اس کی اصل وجہ یہاں پینے کے پانی کی موجودگی تھی۔ مشرق میں وہ آئے تو جنوب میں بھی بڑھتے چلے گئے۔ آریائی قوم جو زبان استعمال کرتی تھی، اس کا تعلق وید سے نہیں تھا۔ بل کہ دریائے سندھ کے آس پاس بسے ہوئے لوگوں سے تھا، جنھیں ہندو کہا جانے لگا۔''

پروفیسر کوچھر نے آسور (Asur) نامی مقام کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ '' یہاں کے لوگ آتش پرست تھے''۔ اس طرح کے اہم تاریخی وثقافتی آثار کے حوالے سے پروفیسر کوچھر نے اپنے معلوماتی لیکچر سے شرکا کو استفادہ کا موقع دیا۔

پروفیسر آر پی بہوگنا (ڈائریکٹر مرکز برائے فاصلاتی واوپن لرننگ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی) نے اپنے صدارتی تبصرے میں کہا کہ '' خواہ کوئی بھی مذہب ہو، اس نے دیگر مذاہب سے کچھ نہ کچھ اثر ضرور لیا ہے، جو بعض مرتبہ اس کی ثقافت میں ضم ہو گیا ہے۔

پروفیسر راجیش کوچھر لیکچر پیش کرتے ہوئے

پروفیسر راجیش کوچھر نے کہا کہ '' جب ہم ''آریائی'' لفظ کا استعمال کرتے ہیں تو اس میں انتہائی احتیاط کا پہلو مدنظر رکھنا ہوگا، کیوں کہ آریاؤں کی ہندستان میں ہجرت دنیا کی سب سے بڑی ہجرت تھی۔ یہاں کا تمدن، یہاں کی ثقافت اور یہاں کا جغرافیہ غیر معمولی طور پر متاثر ہوا ہے۔'' پروفیسر کوچھر نے غیر معمولی نکات کے ساتھ تاریخ وثقافت کا حوالہ دیا، جن پر مزید ریسرچ کی ضرورت ہے۔

لیکچر کا آغاز پروفیسر نشاط منظر (صدر شعبۂ تاریخ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی) کی گفتگو سے ہوا۔ پروفیسر ظہور محمد خاں (سکریٹری جنرل آئی او ایس) نے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کا تعارف کرایا اور پروفیسر حسینہ حاشیہ (اسٹنٹ سکریٹری جنرل آئی او ایس) نے اظہار تشکر کیا۔ اس لیکچر میں دہلی کے مختلف اداروں، تنظیموں اور جماعتوں کی اہم شخصیات کے علاوہ مختلف حلقوں کی قابل ذکر شخصیات بھی موجود تھیں۔

❑❑❑

’’ملک کے موجودہ حالات اور ہماری ذمے داریاں‘‘ کے موضوع پر محفل مذاکرہ

’’ہندتو اور راشٹرواد‘‘ کی تقریب اجراء میں ممتاز دانش وران کی شرکت

۲رفروری ۲۰۱۹ کو انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی میں ’’ملک کے موجودہ حالات اور ہماری ذمے داریاں‘‘ کے موضوع پر ایک اہم محفل مذاکرہ کا انعقاد کیا گیا۔ ساتھ ہی انسٹی ٹیوٹ کے زیر اہتمام تیار کرائی گئی مولانا عبد الحمید نعمانی کی کتاب ’’ہندتو اور راشٹرواد‘‘ کا اجراء بھی عمل میں آیا۔ اس لیے ملک کے موجودہ تناظر میں ہندتو کے عزائم اور اس کے مقابلے کے سلسلے میں اہم نکات سامنے آئے۔ تقریب میں بڑی تعداد غیر مسلم دانشوران اور صحافیوں کی تھی، اس لیے یہ مذاکرہ مزید اہم ہو گیا تھا۔

اس موقعے پر گفتگو کرتے ہوئے ملک کے معروف صحافی جناب انل چمڑیا نے کہا کہ ’’مسلمان، عیسائی اور کمیونسٹوں کو آر ایس ایس اور ہندووادی طاقتیں اپنا دشمن مانتی ہیں، کیوں کہ یہ سبھی مساوات کی بات کرتے ہیں۔ تاریخ میں ایسی ایک بھی مثال نہیں ملتی ہے کہ کسی حکومت یا آرگنائزیشن نے مساوات پر مبنی فیصلہ کیا ہو اور ہندتو اوادی طاقتوں نے اس کی مخالفت نہ کی ہو۔ ہندستان میں حملے صرف مسلمانوں کے خلاف ہوتے ہیں یا عیسائیوں کے۔ 1984 میں سکھوں کے خلاف حملے میں کانگریس نہیں، ہندتو وادی طاقتیں شریک تھیں۔ یہ الگ بات ہے کہ اس وقت ہندتوا کی ترجمان کانگریس ہی تھی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ گذشتہ حکومت میں ہر دہشت گردانہ حملے کا تار ٹی وی چینلوں پر مسلمانوں سے جوڑا جاتا تھا اور اس سے بڑا نقصان وہ لوگ کرتے تھے جو باہر نکل کر کہتے تھے کہ اسلام کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیوں کہ اس طرح یہ لوگ ان چینلوں کی باتوں کی تصدیق کرتے تھے۔‘‘

’’ہندتو اور راشٹرواد‘‘ کی رسم اجراء کا ایک منظر

جواہر لال نہرو یونی ورسٹی کے استاذ ڈاکٹر ہریش وانکھیڑے نے مہاراشٹر میں ایم آئی ایم اور پرکاش امبیڈکر پاٹی کے اتحاد کو دلت مسلم اتحاد کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ’’سیاست میں مسلمانوں اور دلتوں کی نمائندگی ضروری ہے ۔ اقتدار کے بغیر کامیابی نہیں مل سکتی ہے، بھاجپا کو ہرا کر وقتی تسلی مل سکتی ہے۔ لیکن وہ اصل کامیابی نہیں ہے۔ آنے والی نسلوں کی بقا کے لیے دلتوں اور مسلمانوں میں سیاسی بیداری ضروری ہے۔‘‘

پروفیسر سروج گری (شعبہ سیاسیات دہلی یونیورسٹی) نے کہا کہ ’’ہندستان میں ہندو مسلم اتحاد کی تاریخ برسوں پرانی ہے۔ یہ کوئی نہرو اور آزاد کی وجہ سے نہیں ہے۔ آندھرا پردیش میں خود دلتوں کے درمیان دو گروپ ہیں، جن کے درمیان میں شدید اختلاف رہتا ہے۔ بنگالی اور آسامی ہندوؤں کے درمیان لڑائی ہے۔ اس لیے ہندستان میں ہندو مسلم کے ساتھ رہنے کا مسئلہ نہیں ہے، بل کہ تمام اقوام کے ایک ساتھ رہنے کا ہے۔‘‘

ڈاکٹر محمد منظور عالم (چیئرمین آئی او ایس) نے اس موقعے پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ’’سوال ضد کی بنیاد پر نہیں، بل کہ علم کی بنیاد پر ہونا چاہیے۔ آئین کے مقدمات میں مساوات کی بات کی گئی ہے اور وہاں اس کے پس منظر کی مکمل بحث موجود ہے۔ اس لیے مقدمات کو سامنے رکھ کر حالات کا تجزیہ کریں اور مختلف اقوام اور قبائل کا جائزہ لیں کہ کیا ہو رہا ہے؟‘‘

جناب پیوش بابلے (اوپنین ایڈیٹر زی نیوز پورٹل) نے کہا کہ ’’ہندستان 1947 میں جتنا کمیونل تھا، 2019 میں اتنا نہیں ہو سکتا ہے۔ کسی ایک طبقے کی بات کرنے کا مقصد یہ ہو گا کہ پھر دوسرے کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ کیا ایک سماج دوسرے سماج کے کلچر کو قبول کرنے کے لیے تیار ہے؟ فرض کیجیے کہ ملک اگر دلت

راشٹر ہوگیا تو کیا اس میں مشرا کو مکمل حقوق ملیں گے؟''

ڈاکٹر ابھے کمار مشرا (ریسرچ اسکالر جے این یو) نے کہا کہ ''آر ایس ایس پر ہم ہمیشہ بحث کرتے ہیں، لیکن کبھی اس کے معاشی پس منظر کو نہیں دیکھتے ہیں کہ آخر کس بنیاد پر اور کس کے تعاون سے وہ اتنا بڑا کام کر رہی ہے؟ کون لوگ اس کی فنڈنگ کر رہے ہیں؟ دلت، مسلم اور پس ماندہ طبقات احتجاج ضرور کرتے ہیں، لیکن ان کی قیادت بھی آر ایس ایس کے ایجنٹ کرتے ہیں اور وہ ہمارے درمیان موجود ہوتے ہیں۔''

جناب نوید حامد (صدر آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت) نے اپنے خطاب میں کہا کہ ''ہندستان کی تقسیم میں جتنا بڑا رول جناح اور کانگریس کا ہے، اتنا ہی یہاں کے تاجروں اور مال داروں کا بھی ہے، جس پر بحث ہونی ضروری ہے۔

کارپوریٹ ہاؤسز نے ہمیشہ کمیونل فورسز کو سپورٹ کیا ہے۔ ہندستان کی تاریخ شروع سے کمیونل رہی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کے درمیان مسلم نام سے ووٹ مانگنے والے جیتنے کے بعد مسلمانوں کے بجائے اپنی پارٹی کی بات مانتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے محاسبہ ضروری ہے اور ان سیکولر پارٹیوں سے بھی سوال ہونا چاہیے، جو ہمارا ووٹ لیتی ہیں۔''

مولانا عبدالحمید نعمانی نے اپنی کتاب کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ''2014 کے بعد ہندتوا اور راشٹر واد کو لے کر بہت زیادہ گفتگو ہونے لگی ہے۔ ہندتوا کو ایک طرز حیات کے طور پیش کر کے یہ سعی کی جارہی ہے کہ تمام انسان اسی کے مطابق چلیں اور جو کوئی مخالفت کرتا ہے۔ اسے راشٹر واد سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ زیر نظر کتاب میں اسی کی کا جائزہ لیا گیا ہے۔''

پروفیسر زیڈ ایم خان (سکریٹری جنرل آئی او ایس) نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ ''ہندتوا ان دنوں ایک بہت بڑا مسئلہ بن گیا ہے، جس پر آئی او ایس

جناب انل چمڑیا اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے

نے سلسلہ وار کام شروع کیا ہے اور یہ مقصد پیش نظر ہے کہ لوگوں کو ہندتوا کے بارے میں بتایا جائے کہ یہ ہے کیا؟''

پروگرام کا آغاز مولانا اطہر حسین ندوی کی تلاوت سے ہوا اور مولانا شاہ اجمل فاروق ندوی نے نظامت کا فریضہ انجام دیا۔ مولانا سعید انور قاسمی، شاہ عالم، پروفیسر حسینہ حاشیہ، رادھے کمار سمیت متعدد شخصیات نے پروگرام میں شرکت کی۔

❑❑❑

پروفیسر حمید نسیم رفیع آبادی کا لیکچر

بیسویں صدی کے عظیم مفکر اور اسلامی اسکالر ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی کے نظریات پر ڈاکٹر امتیاز یوسف کی کتاب ''اسلام اور معلومات'' پر ایک لیکچر کا انعقاد کیا گیا، جس میں پروفیسر حمید نسیم رفیع آبادی (صدر شعبہ مطالعہ مذاہب سینٹرل یونیورسٹی کشمیر) نے تفصیلی معلومات پیش کیں۔ پروفیسر حمید نسیم رفیع آبادی نے بتایا کہ ''ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی نے توحید کے مختلف شعبوں، اسلامی عقائد اور دیگر امور پر تفصیلی بحث کی ہے۔ انور ابراہیم اور خورشید احمد سمیت متعدد عظیم اسکالروں نے ان کے نظریات سے اتفاق کرتے ہوئے اپنے مضامین اور کتابوں میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ توحید کے حوالے سے تمام تر گفتگو انہوں نے قرآنی علوم کے دائرے میں رہتے ہوئے کی ہے۔ ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ انہوں نے اسلام کی صحیح تشریح، جدیدیت اور زمانے کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے کی ہے۔ کبھی بھی اسلام کے بنیادی اصولوں سے سمجھوتہ نہیں کیا ہے۔ امریکہ میں رہنے کے باوجود انہوں نے خود کو امریکی کلچر میں ڈھلنے کے بجائے دوسروں کے سامنے اسلام کے عظیم نظریہ اور ثقافت کو پیش کیا۔ انہوں نے اپنی کتاب میں ''ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے'' کی بھی خوب صورت تشریح کی۔ ❑❑

ساورکر کے نظریات کو ترویج دینا ملک کے لیے سنگین خطرہ: ڈاکٹر محمد منظور عالم

پریس کلب آف انڈیا، نئی دہلی میں باوقار تقریب کا انعقاد

۲۶ اپریل کو انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، آل انڈیا ملی کونسل اور جینون پبلیکیشن اینڈ میڈیا پرائیویٹ لمیٹڈ کے زیر اہتمام پریس کلب آف انڈیا میں اجراء کتب کی ایک باوقار تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس موقعے پر مولانا عبدالحمید نعمانی کی کتاب ''ساورکر۔فکر وتحریک'' اور جناب نرملندو کی کتاب ''سپنوں کا سوداگر'' کا اجراء عمل میں آیا۔

تقریب کو خطاب کرتے ہوئے آئی او ایس کے چیئر مین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا: ''مذہب کے نام پر کوئی بھی سیاسی تحریک کامیاب نہیں ہو پاتی ہے۔ جمہوریت میں دوام اور استقرار ہوتا ہے۔ کسی بھی ملک کی ترقی، اس کی بقا اور عوامی فلاح وبہبود میں جمہوری نظام کا سب سے نمایاں کردار ہوتا ہے۔ یہ سوال بہت اہم ہے کہ آئی او ایس نے دونوں کتابوں کو آج ایک ساتھ ریلیز کیوں کیا ہے؟ دراصل آئین کے مقدمات او رمساوات، آزادی، بھائی چارہ اور تحفظ کو پامال کرنے کی کوشش ہورہی ہے۔ دستور کی روح پر حملہ ہورہا ہے اوران سب کے ساتھ ساورکر کی فکر کو ترجیح دی جارہی ہے، جس سے آئین بحران کے سایے میں آگیا ہے، جو ملک کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔''

پریس کلب آف انڈیا کے صدر آنند بلگکر نے اپنے افتتاحی خطاب میں کہا کہ'' مودی سرکار کا پانچ سالہ ریکارڈ بڑی حد تک جھوٹے پروپیگنڈے پر مبنی ہے۔ اس حکومت نے ہندتوا اور نفرت کی سیاست کی ہے، جس کا تفصیلی جائزہ نرملندو نے اپنی کتاب میں بہ حسن وخوبی پیش کیا ہے۔''

''سپنوں کے سوداگر'' کے مصنف نرملندو نے اپنی کتاب کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ ''انہوں نے مودی سرکار کے پانچ سالہ دور کا جائزہ پیش کیا ہے۔ مختلف اسکیموں کی تحقیق پیش کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ مودی سرکار نے پانچ سالوں میں عوام کے لیے کیا کام کیا ہے؟ ان کی اسکیموں سے عوام کو کتنا فائدہ پہنچا ہے؟ سچ یہ ہے کہ موجودہ حکومت بہت زیادہ غلط بیانیوں کا سہارا لے رہی ہے۔''

پریس کلب آف انڈیا میں خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر محمد منظور عالم، ساتھ میں جناب آنند بلگکر اور مولانا عبدالحمید نعمانی

''ساورکر فکر وتحریک'' کے مصنف مولانا عبدالحمید نعمانی نے اپنی کتاب کا مختصر تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ ''جون 2014 کے بعد جس ہندتوا کا چرچا زوروں پر ہے، اس کی بنیاد میں ماضی قریب کے بہت سے افراد کا ہاتھ ہے۔ عموماً یہ وہ افراد ہیں جو اپنے مختلف کسی عقیدے وعمل کو برداشت نہیں کر پاتے ہیں یا مجبوری میں قبول کرتے ہیں۔ وہ اپنی طرح کے یکساں رہنگ وآہنگ کے حامی ہوتے ہیں جو ہندستان کی قدیم وجدید تاریخ کے وروایت کے خلاف ہیں اور ایسے ہی لوگوں میں سے ایک ساورکر ہیں، جن کے نظریات کا کتاب میں تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ ملک کے جمہوری نظام کے لیے سنگین خطرہ ہے۔''

آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے صدر نوید حامد نے دونوں کتابوں کے مصنفوں کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے آئی او ایس کا ذکر خیر کیا اور کہا کہ ''آئی او ایس نے ریسرچ اور تحقیق کے میدان میں قابل ذکر کارنامہ انجام دیا ہے۔ زیر بحث دونوں کتابوں کی اشاعت بھی ایک اہم کوشش ہے، جس سے موجودہ حالات کو جاننے اور عوام کو سچائی بتانے میں بہت مدد ملے گی۔''

پریس کلب آف انڈیا کے سابق صدر گوتم لاہری نے اپنے خطاب میں کہا کہ'' سپنوں کا سوداگر میں ایک باب میڈیا کے لیے بھی ہونا چاہیے، کیوں کہ اس حکومت میں میڈیا کی آزادی پر قدغن لگانے کی کوشش ہوئی ہے اور متعدد صحافیوں کا قتل بھی کیا گیا ہے۔ حکومت کی اسکیموں کا زمینی سطح پر جائزہ لیا جانا چاہیے تھا کہ سرکار نے جو اسکیمیں پاس کی ہیں عوام اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں یا نہیں؟''

نظامت کے فرائض شمس تبریز قاسمی نے انجام دیے۔

□□□

سیرت رسول تہذیب وتمدن کے ارتقا کی سدابہار داستان کا نام ہے: ڈاکٹر تابش مہدی

''اردو سیرت نگاری کے تابندہ نقوش'' کے موضوع پر دسویں قاضی مجاہدالاسلام یادگاری خطبے کا انعقاد

30/ مارچ 2019 کو انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز نئی دہلی کے زیر اہتمام دسویں قاضی مجاہدالاسلام یادگاری خطبے کا انعقاد کیا گیا۔ اس سال خطبے کا موضوع اردو سیرت نگاری کے متعلق رکھا گیا تھا۔ کیوں کہ انسٹی ٹیوٹ کا احساس ہے کہ دنیا کے موجودہ حالات میں اور خاص طور پر ہندستان کے حالات میں سیرت نبوی کے ذریعے ہی روشنی حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی مادری زبان میں ہونے والی سیرت نگاری کے ذخیرے کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ اس میں عہد حاضر کی رہ نمائی کے لیے کیا سامان موجود ہے اور ابھی اس میدان میں کتنے سنگ ہائے میل طے کیے جانے ہیں۔ چناں چہ متعینہ موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے فاضل مقرر ڈاکٹر تابش مہدی نے کہا کہ ''انسانوں تک اللہ کا پیغام پہنچنے کے دو ہی ذرائع ہیں۔ اللہ کا کلام اور انبیا و رسل کی سیرتیں۔ اِن دونوں چیزوں کو ہمیشہ لازم و ملزوم کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ ان میں سے کسی ایک سے بے نیازی انسان کو اسلام کے صحیح فہم سے یکسر محروم کردے گی۔ وہ ہدایت الٰہی سے بہت دور ہوجائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ اور ہر دور میں صحیح سمجھ بوجھ رکھنے والوں نے اِنھی دونوں چیزوں کو اپنے لیے مشعلِ راہ سمجھا، اِنھی کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی کا لائحۂ عمل بنایا اور اسی میں انھوں نے اپنی دونوں جہاں کی فلاح وکامیابی سمجھی۔''

ڈاکٹر تابش مہدی نے سیرت نبوی اور سیرت نگاری کی حقیقت بیان کرتے ہوئے کہا کہ ''سیرت محض کسی شخص یا شخصیت کی سوانح عمری کا نام نہیں ہے کہ اِسے محض تسکین ذوق کے لیے لکھا یا پڑھا جائے۔ یہ موضوع اپنی پاکیزگی وطہارت میں سمندر کی اتھاہ گہرائی بھی رکھتا ہے۔ اس گہرائی تک پہنچنے کے لیے غیر معمولی ذہنی وفکری پاکیزگی کی بھی ضرورت ہے اور سنجیدہ علم، مطالعے اور ذوقِ سلیم کی بھی۔

(دائیں سے بائیں) پروفیسر حسینہ حاشیہ، پروفیسر زیڈ ایم خان، پروفیسر اقتدار محمد خان، ڈاکٹر تابش مہدی اور مولانا عبدالحمید نعمانی

سیرت رسولﷺ ایک خوش بو دار تہذیب، بصارت و بصیرت افروز تمدن ایک قوم وملت کے روشن فروغ اور الٰہی پیغام کے آغاز وارتقا کی اہم، دل چسپ اور سدابہار داستان کا نام ہے۔ ایسی داستان جس میں ہر قوم وملّت، ہر مذہب ومسلک، ہر رنگ ونسل اور ہر خطے اور علاقے کے لیے امن وسکون کا لوازمہ موجود ہے۔ ہر شخص اپنی توفیق واستطاعت کے مطابق اِس سے کچھ نہ کچھ حاصل کرسکتا ہے۔

سیرۃ النبیﷺ ایک ایسا اہم، سنجیدہ اور پاکیزہ موضوع ہے، جس کی ضرورت اپنے اپنے حالات کے اعتبار سے ہر عہد، ہر زبان اور ہر خطّۂ ارض میں محسوس کی جاتی رہی ہے۔

سیرت رسولﷺ ایک اہم اور مقدس موضوع ہے۔ اِس موضوع پر لکھنا یا بولنا بھی باعثِ اجر و سعادت ہے اور سننا یا سننے سنانے کا اہتمام کرنا بھی۔ اردو زبان میں سیرتِ رسولﷺ سے متعلق کتابوں کی تعداد سیکڑوں میں نہیں ہزاروں میں ہے۔ اخبارات و رسائل میں آئے دن شائع ہونے والے مضامین ومقالات کا تو کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ ہر اُس علاقے، خطے، حتیٰ کہ قصبے اور قریے میں آپ کو سیرت رسولﷺ سے متعلق کوئی کتاب مل جائے گی، جہاں اردو زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ ان میں اچھی خاصی تعداد ایسی کتابوں کی ہے، جو اپنے انداز و اسلوب اور تحقیق لوازمے کے لحاظ سے نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔ اربابِ علم وبصیرت کے حلقوں میں ان کو غیر معمولی مقبولیت و پزیرائی حاصل ہے اور اردو کا جو بھی قاری سیرت رسولﷺ سے متعلق پڑھنا یا اس سے کوئی رہ نمائی حاصل کرنا چاہے، وہ

بہ آسانی ان سے استفادہ کرسکتا ہے۔‘‘

ڈاکٹر تابش مہدی نے علامہ شبلی نعمانی، علامہ سید سلیمان ندوی، قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، مولانا عبدالرؤوف دانا پوری، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، مولانا ماہر القادری، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی، مولانا نعیم صدیقی، مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی اور مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری کی سیرت نگاری کا جامع تذکرہ کیا اور اردو زبان میں سیرت نگاری کی مضبوط اور معتبر روایت پر خوب صورت انداز میں روشنی ڈالی۔

لیکچر دیتے ہوئے ڈاکٹر تابش مہدی

لیکچر سے پہلے آئی او ایس کی معاون جنرل سکریٹری پروفیسر حسینہ حاشیہ نے قاضی مجاہدالاسلام قاسمی اور ان کی یاد میں ہونے والے آئی او ایس لیکچر کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ ’’قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کی تمام علوم اسلامی پر وسیع وعمیق نظر تھی، مختلف عصری علوم سے بھی وہ کافی شغف رکھتے تھے۔ صحیح معنوں میں وہ قدیم وجدید کے حسین سنگم تھے۔ حضرت قاضی صاحب فقیہ النفس عالم تھے۔ فقہ کے تمام پہلوؤں پر ان کی گہری نظر تھی، عصر حاضر کے فقہی مسائل کو انھوں نے خاص طور پر اپنی توجہ کا مرکز بنایا تھا۔ قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرنا وقت کی اشد ضرورت ہے، جس کا ادراک کرتے ہوئے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے 2002 میں قاضی صاحب کی رحلت کے بعد ہی قاضی مجاہدالاسلام قاسمی میموریل لیکچر کی داغ بیل ڈالی، تاکہ سال بہ سال کسی ایک پہلو پر لیکچر کا خصوصی اہتمام ہو اور اس سے متعلق پہلوؤں پر پوری طرح بحث ہو۔ اس سلسلے میں 2003 سے 2018 تک 9 لیکچرز کا انعقاد ہو چکا ہے۔‘‘

لیکچر کے بعد آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے جنرل سکریٹری مولانا عبدالحمید نعمانی نے لیکچر پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ’’ڈاکٹر تابش مہدی نے اپنے پُر مغز خطبے میں جن پہلوؤں کی طرف توجہ دلائی ہے، وہ بہت اہم ہیں۔ سیرت کے موضوع پر اور بھی بہت سی اہم کتابیں لکھی گئیں ہیں، جن کا مفصل جائزہ لیتے رہنا چاہیے اور ان سے استفادہ کرنا چاہیے۔‘‘

آئی او ایس کے سکریٹری جنرل پروفیسر زیڈ ایم خان نے ڈاکٹر تابش مہدی کو ان کے عالمانہ خطبے پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے کہا کہ ’’سیرت نبوی انسانیت کے لیے تا قیامت ایک رہ نما اور گائیڈ ہے۔ انسانیت کو کام یابی سے ہم کنار کرنے کے لیے ہمیں ریاستِ مدینہ کی طرف دیکھنے کی سخت ضرورت ہے۔ تقلید کا نعرہ لگانے کی بجائے کامل اتباع ہونی چاہیے۔ اس سلسلے میں آئی او ایس اپنی حتی الوسع کوششیں جاری رکھے ہوئے ہے۔ آج کا یہ خطبہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم سب نے اس اہم خطبے سے فائدہ اٹھایا ہوگا۔‘‘

صدارتی خطاب پیش کرتے ہوئے پروفیسر اقتدار محمد خان (سابق صدر شعبۂ اسلامیات، جامعہ ملیہ اسلامیہ) نے کہا کہ ’’ڈاکٹر تابش مہدی نے بہت کم وقت میں بہت عالمانہ خطبہ پیش کیا۔ میں آئی او ایس کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ وہ مسلسل اپنی علمی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے اور اسی کی وجہ سے ہمیں آج یہ اہم خطبہ سننے کا موقع ملا۔‘‘

انھوں نے ہندستان میں سیرت نگاری کی تاریخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ ’’تقریباً محمود غزنوی کے دور سے یہاں سیرت لکھی جارہی ہے۔ نثر، نظم اور تراجم تینوں میدانوں میں بڑا کام ہوا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ ہمارے یہاں یا تو غزوات نبوی کا تذکرہ ہوتا ہے یا شمائلِ نبوی کا۔ حالاں کہ سیرت نبوی کا سب سے رہ نما اور نمایاں پہلو اخلاق وکردار کی تشکیل ہے۔‘‘

جلسہ کی نظامت ڈاکٹر نکہت حسین ندوی نے انجام دی۔ انھوں نے تمام مہمانوں اور خاص طور پر موضوع کا خوش اسلوبی کے ساتھ تعارف بھی پیش کیا، جب کہ محمد اطہر حسین کی تلاوت سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ لیکچر میں سامعین کی بڑی تعداد نے شرکت کی، جن میں جناب شہاب الدین انصاری، سید ظفر علی، ڈاکٹر محمد اکرم، ڈاکٹر محمد خالد، بسمل عارفی، اقبال حسین کے نام خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

مغربی معاشرتی نظام نے اخلاقی اقدار کا جنازہ نکال دیا: پروفیسر عرشی خان

۲۷/اپریل ۲۰۱۹ کو انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز میں پروفیسر عبد الوہاب مسیری کی کتاب Epistemological Bias in the phsycal and Social Sciences اور ان کے نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے، پروفیسر عرشی خان (شعبہ سیاسیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) نے ایک قیمتی محاضرہ پیش کیا، جس میں انہوں نے مغربی سیاسی نظام کا تفصیلی جائزہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ”پروفیسر عبدالوہاب مسیری نے مغرب کے سیکولر سیاسی اور سود پر مبنی معاشی نظام کو مسترد کیا ہے۔ مغربی نظام کی شروعات قدیم یونان سے ہوتی ہے، جس میں کچھ ادوار کے بعد جدت آئی اور ایک جدید سیکولر سیاسی اور سودی معاشی نظام شروع ہوا۔ اس نظام نے انسانیت کو مذہب، تہذیب اور اخلاقی اقدار سے جدا کر دیا۔ اس نظام کے تحت تعلیم کی حیثیت کاروبار کی ہوگئی، اخلاقی اقدار کا جنازہ نکل گیا۔ انسانی تشخص داؤں پر لگ گیا اور انسان اور حیوان کے درمیان امتیاز مٹ گیا، چناں چہ پروفیسر عبدالوہاب مسیری نے اپنے مطالعے اور ریسرچ میں اس تہذیب کو مسترد کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ اس کو فروغ نہ ملے۔“

(دائیں سے بائیں) ڈاکٹر محمد منظور عالم، پروفیسر زیڈ ایم خان اور مائک پر پروفیسر عرشی خان

آئی او ایس کے سکریٹری جنرل پروفیسر زیڈ ایم خان نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ ”اسلام ایک آفاقی اور عالم گیر مذہب ہے۔ وہ اخلاقی قدروں کا پیکر ہے، یہاں روحانی تربیت ہوتی ہے۔ اسلام ہمہ جہت اقدار کے ساتھ سیاسی، معاشی اور تعلیمی نظام کا قائل ہے اور یہی اسلام کی نمایاں خوبی ہے جو اسے تمام مذاہب اور تہذیبوں میں امتیازی حیثیت عطا کرتی ہے۔“

آئی او ایس کے چیرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے پروفیسر عرشی خان کو عمدہ لیکچر پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتے ہوئے کہا کہ ”اس وقت سب سے اہم مسئلہ انسانی تشخص اور انسانیت کی تکریم کا ہے۔ قرآن نے صاف لفظوں میں انسانیت کی تکریم کو بلند کرنے کی بات کی ہے اور اسی اصول پر کام کرنے کی ضرورت ہے کہ انسانی وقار کیسے بلند ہوگا؟ انسانیت کو کیسے فروغ ملے گا؟ آئی او ایس میں اس موضوع پر مسلسل کام ہو رہا ہے اور یہ ہمارا اہم ایجنڈا ہے۔“

نظامت کے فرائض شاہ اجمل فاروق ندوی نے انجام دیے۔ محترمہ ناز خیر، وسیم فہمی، سیدہ ندا قادری، الیف رحمان، محمد ذو القرنین، مولانا خالد حسین ندوی اور متعدد اسکالرس نے شرکت کی۔

❑❑❑

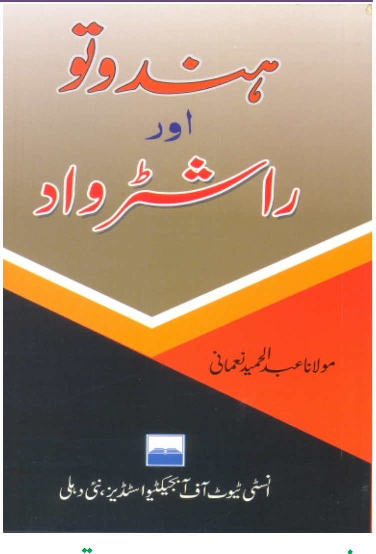

صفحات:83 قیمت:80

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹو اسٹڈیز کے زیر اہتمام ہندتو کو سمجھنے اور اس کے بانیان کی فکر سے واقف ہونے کے لیے ایک اہم اور منفرد کتابی سلسلہ، جس کے ذریعے ہندتو سے بھرپور واقفیت حاصل کی جاسکتی ہے۔

معروف عالم دین اور ہندستانیات کے ماہر مولانا عبدالحمید نعمانی کی طویل مطالعے کا نچوڑ۔ یہ کتابیں ایک طرف ہندتو کی تاریخ اور اس کے نظریات سے واقف کراتی ہیں تو دوسری طرف ہندتو کے موضوع پر اردو زبان میں موجود بڑے خلا کو پر بھی کرتی ہیں۔

اس منصوبے کے تحت اب تک دو کتابیں ”ہندتو اور راشٹرواد“ اور ”ساورکر فکر و تحریک“ منظر عام پر آچکی ہیں۔

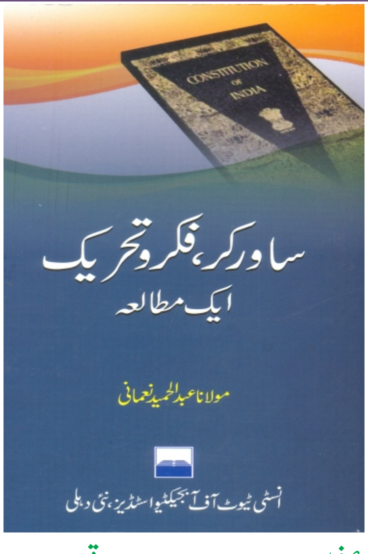

صفحات:134 قیمت:100

اسماعیل فاروقی نے اسلامی تہذیب کو معاصر انداز میں پیش کیا: پروفیسر اشتیاق دانش

۹ ؍مارچ ۲۰۱۹ کو انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز میں ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی کے ثقافتی اٹلس پر پروفیسر اشتیاق دانش (فائنانس سکریٹری آئی او ایس) نے ایک معلوماتی محاضرہ پیش کیا۔ انہوں نے بتایا کہ ”ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی فلسطین سے تعلق رکھتے تھے اور زندگی امریکہ میں گزاری تھی۔ اس لیے ان کے نزدیک مغرب کے بھی حالات تھے اور جزیرۃ العرب سے بھی وہ واقف تھے۔ اس لیے انہوں نے اسلامی ثقافت کو زمانے کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے پیش کیا ہے اور قرآن وحدیث کے تناظر میں ایک مسلم سماج کو تشکیل دینے والا ثقافتی اٹلس مرتب کیا۔“

پروفیسر اشتیاق دانش نے بتایا کہ ”ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی نے قرآن وحدیث کے علوم کو سامنے رکھتے ہوئے ایک تہذیب کو بیان کیا، جس کا ایک حصہ آرٹ اور کلچر کا ہے اور دوسرا حصہ عقیدے کا ہے۔ ان کا نظریہ تھا کہ مذہب کا مطالعہ ماحول کو پیش نظر رکھ کر کرنا چاہیے۔ قرآن کریم کے بارے میں ان کا ماننا ہے کہ یہ کوئی نیا پیغام نہیں ہے بلکہ تخلیق کائنات سے ہی یہ پیغام میں مختلف شکلوں میں آ تا رہا ہے۔ راجی فاروقی نے ایک باب میں قرآن کریم اور اس کی قرأت کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ قرآن کریم کی سات قرأت تھیں اور سبھی معتبر تھیں، البتہ قریش کی قرأت کو ترجیح حاصل تھی ۔ ایک باب میں سنت کا ذکر کیا ہے، جسے حدیث بھی کہا جاتا ہے۔ راجی اس باب میں حدیث کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ نبوت سے لے کر موت تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنے اقوال وافعال صادر ہوئے وہ سبھی سنت ہیں ۔ راجی فاروقی کے یہاں اسلام قبول کرنے والوں کی ترتیب براہ راست اولیت کے اعتبار سے بتائی گئی ہے کہ سب سے پہلے حضرت خدیجہ نے اسلام قبول کیا۔ اس کے بعد حضرت علی نے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم نے جب کہ اس کا تذکرہ عموماً اس طرح ہوتا ہے کہ خواتین میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ نے اور مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے اسلام قبول کیا۔“

لیکچر دیتے ہوئے پروفیسر اشتیاق دانش، ساتھ میں ڈاکٹر محمد منظور عالم اور پروفیسر زیڈ ایم خان

اس موقع پر آئی او ایس کے چیئر مین ڈاکٹر محمد منظور عالم نے کہا کہ ”ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی مغرب میں قیام پذیر تھے۔ جامعہ ازہر مصر سے بھی ان کی فراغت تھی ۔ اسلام کو انہوں نے بہت اچھی طرح سمجھا اور زمانے کے حالات کے مطابق پیش کیا۔ ڈاکٹر راجی فاروقی نے توحید کو بہتر خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے، جس کے دوسروں پر اثرات بھی پڑتے ہیں ۔ اگر عقیدے کے خلاف کوئی تہذیب نہیں ہوتی ہے تو اسے قبول کرنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھی جاتی ہے۔ یہی وجہ کے ہولی کو جب سے رنگوں کا تہوار کا نام دیا گیا ہے۔ اسے اب عرب ملکوں میں بھی بطور کلچر اختیار کیا جا رہا ہے۔“

پروفیسر زیڈ ایم خان نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ ”موجودہ حالات میں اسلام کی ترجمانی کس طرح ہونی چاہیے؟ آئی او ایس اسی ضمن میں کام کر رہا ہے۔ اسلام کو کچھ لوگوں نے ذاتی مذہب کے طور پر پیش کیا ہے جو صحیح نہیں ہے ۔اسلام ایک آفاقی اور عالم گیر مذہب ہے اور زندگی کے تمام دائرہ کار پر مشتمل ہے ۔ اسماعیل راجی فاروقی کی اہم خدمات یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کو زمانے تقاضے کے مطابق پیش کیا ہے، جو قابل ستائش کارنامہ ہے۔“ ❑❑❑

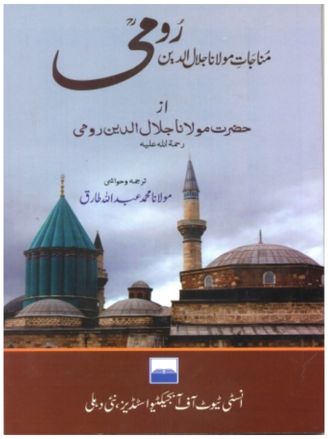

صدیوں سے عالم اسلام کو اپنی گرفت میں لینے والی کتاب مثنوی مولانا روم پر منفرد انداز کی کتاب، جس میں مثنوی کے تمام مناجاتی ودعائیہ اشعار کو یک جا کر کے ان کا ترجمہ بھی کر دیا گیا ہے۔ ساتھ ہی مصنف محترم مولانا محمد عبداللہ طارق دہلوی کے قیمتی حواشی اور مقدمے نے کتاب کی اہمیت کو دو چند کر دیا ہے۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ اسے ہر مسلمان اپنے پاس رکھے اور اس کے ذریعے اپنے ایمان کو تقویت پہنچائے۔

صفحات: 96

قیمت: 80

○○○

میثاق مدینہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور: پروفیسر حسینہ حاشیہ

ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی کتاب ''میثاق مدینہ'' کے متعلق لیکچر کا انعقاد

۲ رفروری ۲۰۱۹ کو انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نئی دہلی کے زیر اہتمام عظیم سیرت نگار ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی کتاب ''دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور'' پر پروفیسر حسینہ حاشیہ (اسسٹنٹ جنرل سکریٹری آئی او ایس) نے ایک معلوماتی لیکچر پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ ''میثاق مدینہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور تھا جو جامع اور تمام امور پر مشتمل ہے۔ اس میں سیاست کے بنیادی اصول، حکومت کے انتخاب، دو ریاستوں کے درمیان آپسی اور سفارتی تعلقات، دیگر مذاہب کے ساتھ معاملات، افواج کی تشکیل، اقلیتوں کے حقوق سمیت تمام امور شامل ہیں۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اس اہم موضوع پر کام کیا اور وقیع کارنامہ انجام دیتے ہوئے دنیا کے سب سے پہلے تحریری دستور کو جمع کیا۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے اپنی مذکورہ کتاب میں میثاق مدینہ کو 47 دفعات میں ذکر کیا ہے۔ جس کی ہر ایک دفعہ غیر معمولی اور ملکی آئین کی لیے روح کی حیثیت رکھتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے میثاق مدینہ کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا ہے کہ مدینہ میں مختلف قبائل کے لوگ تھے، جن کی آپس میں جنگیں ہوتی رہتی تھیں۔ یہود بھی بھی آپسی قبائل میں باہم دست وگریباں رہتے تھے۔ خانہ جنگی سے پریشان ہوکر وہ سبھی امن کے خواہاں تھے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کے مطابق بنیادی طور پر وہاں تین گروپ تھے ایک عرب، دوسرے مہاجرین اور تیسرے یہود۔ اس لیے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا سربراہ منتخب کرلیا اور تقریباً سبھی قبائل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتفاق کیا، جس کے بعد معاشرتی، سیاسی، فوجی اور سماجی مسائل پر آپ نے جامع آئین اور دستور تشکیل دیا۔ میثاق مدینہ کے اولین فریقین انصار اور مہاجرین تھے، جنہوں نے اس معاہدے کو تسلیم کیا۔ تاہم مدینہ میں یہودیوں کے بھی کئی قبائل تھے، جنہوں نے اس وقت معاہدے پر اتفاق نہیں کیا، البتہ غزوہ بدر کے بعد انہوں نے بھی اس معاہدہ کو تسلیم کرلیا تھا۔''

لیکچر دیتے ہوئے پروفیسر حسینہ حاشیہ

پروفیسر ظہور محمد خان (سکریٹری جنرل انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز) نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ ''اس وقت پوری دنیا میں سب سے زیادہ زیر بحث مسئلہ غیر مسلم اکثریتی ممالک میں مسلم اقلیتوں کے حقوق کا ہے۔ میثاق مدینہ میں اس موضوع کی مکمل وضاحت ہے کہ اکثریتی ملکوں کو اقلیتوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے اور انہیں کیا کیا حقوق دینے چاہییں۔ دنیا کے تمام آئین میثاق مدینہ سے ماخوذ ہیں۔ ہر ایک ملک کے آئین کی بنیاد میں یہ شامل ہے۔ دو ریاستوں کے تعلقات، فوجی معاملات، سیاسی امور، سماجی رشتے اور دیگر سبھی ایشوز میں میثاق مدینہ کو بنیاد اور روح کی حیثیت حاصل ہے اور اس سے بہتر دنیا کا کوئی اور آئین نہیں ہوسکتا۔ یورپین مورخین اور مستشرقین بھی اسے سب سے عمدہ اور بنیادی دستور بتاتے ہیں۔''

ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی (سکریٹری تصنیفی اکیڈمی جماعت اسلامی ہند) نے لیکچر پر اپنا تبصرہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ ''ڈاکٹر محمد حمید اللہ سے قبل بھی دو مستشرقین اس موضوع پر کام کرچکے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنی کتاب میں مستشرقین کی غلط تحقیق کا جائزہ نہیں لیا ہے، بلکہ صرف اپنی تحقیق پیش کی ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے پہلے اس موضوع سے متعلق تمام مواد کو جمع کیا، اس کے بعد کام کیا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی بھی موضوع پر تحقیق کے لیے پہلے اس موضوع سے متعلق تمام مواد کا مطالعہ کرنا چاہیے۔''

پروفیسر افضل وانی (وائس چیرمین آئی او ایس) نے پروفیسر حسینہ حاشیہ کے لیکچر کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ ''ڈاکٹر حمید اللہ کی کتاب منفرد اور بے نظیر ہے۔ انہوں نے میثاق مدینہ کی تمام دفعات کو جمع کرکے اور مختلف زبانوں میں اسے شائع کراکر ایک تاریخی اور عظیم کارنامہ انجام دیا ہے۔''

لیکچر کا آغاز مولانا اطہر حسین ندوی کی تلاوت سے ہوا۔ مولانا شاہ اجمل فاروق ندوی نے نظامت کا فریضہ انجام دیا۔ اس موقعے پر شمس تبریز قاسمی، صفی اختر، وسیم فہمی، حامد حسین اور مولانا خالد ندوی سمیت متعدد اسکالر موجود رہے۔

□□□

حکومت ہند کی نئی تعلیمی پالیسی ۲۰۱۹ کے متعلق محفل مذاکرہ

۲۰؍جون ۲۰۱۹ کو انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز میں حکومت ہند کی نئی تعلیمی پالیسی ۲۰۱۹ کے متعلق ایک محفل مذاکرہ انعقاد کیا گیا۔ یہ مذاکرہ حکومت ہند کی وزارت برائے فروغ انسانی وسائل کی طرف سے جاری نئی تعلیمی پالیسی کے مسودے پرغور وفکر کرنے اور وزارت کو بھیجنے کے لیے کچھ سفارشات تیار کرنے کے لیے منعقد کیا گیا تھا۔

شرکائے مذاکرہ کا مجموعی احساس تھا کہ یہ پالیسی اقلیتوں اور مسلمانوں پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوگی۔ اس کا واحد مقصد پورے ہندستان کو ایک رنگ میں رنگنا اور ان پر ایک مخصوص زبان، کلچر اور مذہب کا مسلط کرنا ہے۔ ساتھ ہی حکومت اپنی ذمے داریوں سے بھاگنے کے لیے پرائیوٹ سیکٹر کو فروغ دے رہی ہے۔ اس سے تجارتی گروپوں کا فائدہ ہوگا اور ملک کی تعلیمی اساس کمزور ہوگی۔ شرکاء نے اس بات پر بھی تشویش کا اظہار کیا کہ قومی ایجوکیشن پالیسی کا چیئرمین وزیر اعظم کو بنایا گیا ہے، جس سے آزادانہ گفتگو ممکن نہ ہو سکے گی اور پی ایم او کی مداخلت رہے گی۔

ڈاکٹر محمد منظور عالم (چیئرمین آئی او ایس) نے کہا کہ ”اٹل بہاری واجپئی کی حکومت میں مرلی منوہر جوشی ایک ایسا ہی منصوبہ نافذ کرنا چاہ رہے تھے، لیکن آئی او ایس کی بروقت کوششوں کے بعد وہ نہیں کر سکے۔ اب بی جے پی دوبارہ کرنے جارہی ہے اور ایجوکیشن کے ذریعے اپنا نظریہ مسلط کرنا چاہتی ہے۔ اس طرح کی تمام پالیسوں سے یہاں کی اقلیت سب سے زیادہ متاثر ہوگی اس لیے اس کا گہرائی سے مطالعہ اور اسے روکنے کی کوشش کرنا ہم سب کی مشترکہ ذمے داری ہے۔“

معروف ماہر تعلیم پروفیسر شعیب عبد اللہ (سابق پروفیسر جامعہ ملیہ اسلامیہ) نے اپنے کلیدی خطاب میں کہا کہ ”نئی ایجوکیشن پالیسی میں تعلیم کو کئی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، جو درست نہیں ہے۔ پرائمری ایجوکیشن کا معاملہ ہو یا اعلی تعلیم کا معاملہ، دونوں میں یکسانیت ہے۔ پالیسی کو قومی کردار دیا گیا ہے، جو صحیح نہیں ہے۔ کیوں کہ ہر صوبے اور علاقے کے حالات مختلف ہیں۔ انہوں نے اس کا خیر مقدم کیا ہے اور پالیسی میں تین سے پانچ سال کے بچوں کا داخلہ ضروری قرار دیا گیا ہے، لیکن معیاری تعلیم کیسے بہتر ہوگی یہ بہت اہم ہے۔“

آئی او ایس کے سکریٹری جنرل پروفیسر زیڈ ایم خان نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ ”ہندستان کثرت میں وحدت کا متقاضی ہے اور یہ مسودہ ہندستان کے اس مزاج کے خلاف ہے۔ اس لیے یہ پالیسی کامیاب نہیں ہو پائے گی۔“

آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے صدر نوید حامد نے کہا کہ ”تھری لنگویجز فارمولا کو نافذ کرنے پر زور دیا جائے۔

پروفیسر اقبال حسین (استاذ شعبہ قانون جامعہ ملیہ اسلامیہ) نے کہا کہ ”مسودے کا گہرائی سے مطالعہ کرنا اور موجودہ دور میں تعلیم کے لیے جو ضروریات ہیں اسے حکومت تک پہنچانا ضروری ہے۔“

ڈاکٹر امریش رائے کنویز آر ٹی ای نے کہا کہ ”مجوزہ پالیسی میں پرائیوٹ سیکٹر کے لیے دروازہ کھول دیا گیا ہے، جس سے سرکاری اسکول بہت کم ہو جائیں گے، جن مقامات پر بیس سے کم بچے ہیں وہاں بھی اسکول قائم نہ کرنے کی بات ہے، جس سے قوم میں جہالت بڑھے گی۔ کیوں کہ پہاڑی اور کچھ دیگر دور دراز علاقوں میں بیس پچیس سے زائد بچے نہیں ہوتے ہیں۔ اسکول کے لیے جو شرطیں بتائی گئی ہیں اس کے مطابق عام لوگوں کے لیے اسکول قائم کرنا مشکل ہوگا اور بڑے بڑے تجارتی گروپ اور غیر ملکی کمپنیوں کے لیے ہی مجوزہ شرطوں کے مطابق اسکول قائم کرنا ممکن ہو پائے گا۔“

(دائیں سے بائیں) پروفیسر شعیب عبداللہ، پروفیسر زیڈ ایم خان، ڈاکٹر محمد منظور عالم، پروفیسر ایم افضل وانی

علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی میں شیعہ دینیات کے شعبے کے ذمے دار پروفیسر سید علی محمد نقوی نے کہا کہ یہ پالیسی اقلیتوں کو متاثر کرے گی اس لیے سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور وفکر ضروری ہے۔“

محفل مذاکرہ میں ان شخصیات کے علاوہ پروفیسر الیاس حسین، ناز خیر، قاضی فردوس الاسلام، انعام الرحمٰن اور مولانا عبد الحمید نعمانی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

آئی او ایس کا سفر منزل بہ منزل

اسلام کے نظریۂ تحقیق پر ۲۰/اکتوبر ۲۰۱۹ کو علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی میں ہونے والی عالمی کانفرنس میں (دائیں سے بائیں) پروفیسر رقیہ زین الدین (ڈین آرٹ فیکلٹی، اے ایم یو) پروفیسر نزار العینی (چانسلر انٹرنیشل اکیڈمی فار گریجویٹ اسٹڈیز) پروفیسر شمشاد احمد (سابق وائس چانسلر مگدھ یونی ورسٹی) پروفیسر حمیدہ احمد (صدر سائکالوجی ڈپارٹمنٹ، اے ایم یو) اور ڈاکٹر محمد منظور عالم (چیئرمین آئی او ایس)

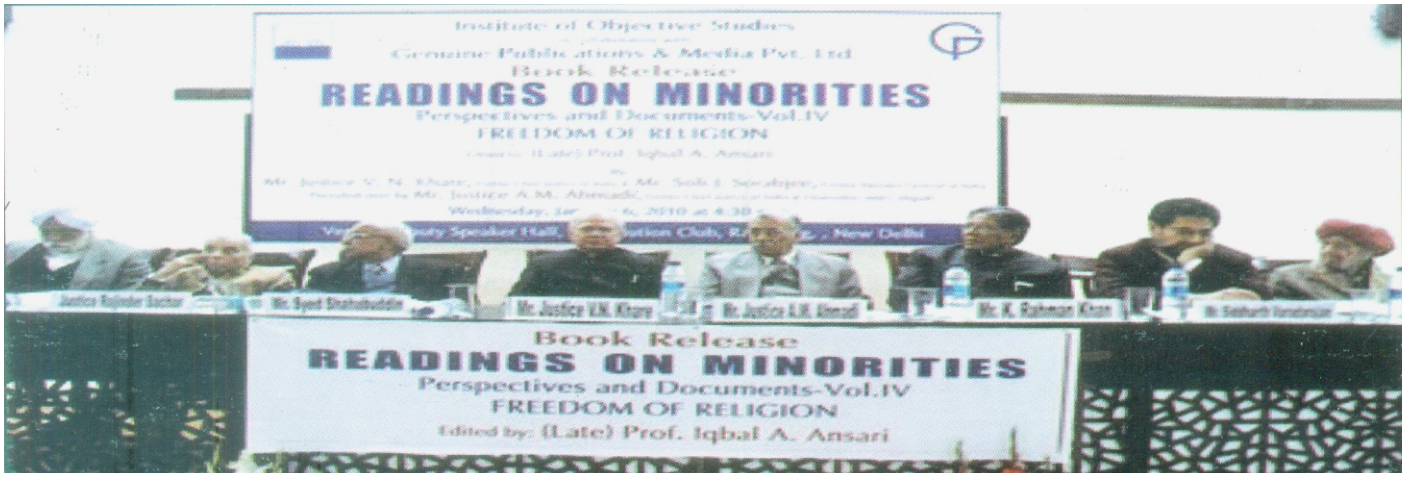

۲۰۱۰ میں پروفیسر اقبال احمد انصاری کی قابل فخر کتاب Readings on Minorities کے اجراء کو موقع پر (دائیں سے بائیں) پروفیسر امریک سنگھ، جناب سدھارت ورادرجن، جناب کے رحمان خان، جسٹس اے ایم احمدی، جسٹس وی این کھڑے، جناب سید شہاب الدین، جسٹس راجندر سچر اور جناب کے ٹی ایس تلسی

PRINTED MATTER

FROM

IOS KHABARNAMA
162, JOGABAI MAIN ROAD,
JAMIA NAGAR,
NEW DELHI-110025

....

....

....

Published from Institute of Objective Studies, 162 Jogabai Main Road, Jamia Nagar, New Delh- 110025
printed at Bharat Offset, 2035, Qasimjan Street, Delhi- 110006